اعتراض نمبر 2

اس آیت میں نبی پاک ﷺ کا نام موجود نہیں ہے، پھر کیسے دلیل بنے گی؟

جواب

یہ تو ایسا فضول سوال ہے کہ کوئی بیوقوف آدمی بھی نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی پاگل کہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے "اُف" کہنے سے منع تو کیا ہے۔ **فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا** (ترجمہ) **انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔** (بنی اسرائیل:23)
مگر گالی دینے یا منہ پر جوتی مارنے سے منع تو نہیں کیا۔ تو اسے جواب دیا جائے گا کہ! ارے پاگل منع کرنے میں گالی کا لفظ نہیں "اُف" کا لفظ ہے اور "اُف" چھوٹی چیز ہے اور گالی بڑی چیز ہے۔ جب چھوٹی چیز منع ہے تو گالی دینا اس سے بڑھ کر منع ہے۔ بالکل اسی طرح یہ آیت میں نبی پاک ﷺ کا لفظ تو نہیں ہے، شہید کا لفظ ہے۔ شہادت چھوٹی چیز ہے اور نبوت بڑی چیز ہے۔ جب شہید زندہ ہے تو نبی ﷺ کا رتبہ شہید سے بڑا ہے، لہٰذا وہ اس سے بڑھ کر زندہ ہے۔ کیونکہ شہید نے نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے اور حضور پاک ﷺ کی شریعت کو دل و جان سے تسلیم کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کے بعد زندہ فرما دیا۔ مگر حضور پاک ﷺ تو خود کلمہ اور شریعت اُمت کو دینے والے ہیں، یقیناً حضور پاک ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے۔

صحاح ستہ میں حدیث پاک کی سب سے بڑی کتاب صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی "عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام" کو سمجھاتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

وَقَدْ ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ فَدَلَّ ذَالِكَ عَلٰى حَيَاتِهِمْ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّهُمْ اَحْيَاءٌ مِنْ حَيْثُ النَّقْلِ فَاِنَّهُ يَقْوِيْهِ مِنْ حَيْثُ النَّظَرِ كَوْنُ الشُّهَدَاءِ اَحْيَاءً بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ وَالْاَنْبِيَاءُ اَفْضَلُ مِنَ الشُّهَدَاءِ

بے شک قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اسی بات کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام کا رتبہ شہداء سے بہت بلند ہے۔ اسی لیے وہ ان سے بڑھ کر زندہ ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب: و الذکر فی الکتاب مریم، ج:6، ص:488، ط: دار المعرفہ بیروت لبنان)

اعتراض نمبر3

اس آیت میں قبر کا لفظ تو نہیں پھر قبر میں کیسے زندہ ثابت ہوتے ہیں؟

جواب

اسی آیت میں لِمَنْ یُقْتَلُ اور بَلْ اَحْیَاءٌ کا لفظ آیا ہے، یعنی جو شہید ہوا وہی زندہ ہے تو قتل اور شہادت جسم پر واقع ہوتی ہے اور یہی جسم قبر میں ہوتا ہے، تو مطلب واضح ہوا کہ یہی جسم زندہ ہے جو قبر میں ہے۔

مثال

یہ اعتراض تو ویسا ہی ہے کہ جیسے کوئی بے وقوف کہے کہ چائے میں اگر دودھ ہے تو نکال کر دو، تو اسے جواب دیا جائے گا کہ چائے میں دودھ تو ہے مگر پتی میں مل گیا ہے، یعنی چائے کے اندر چھپا ہوا ہے، اسی طرح قبر کا لفظ موجود ہے مگر لِمَنْ یُقْتَلُ اور بَلْ اَحْیَاءٌ کے الفاظ میں چھپا ہوا ہے۔

اعتراض نمبر 4

اس آیت کے آخر میں ایک اور لفظ بھی آتا ہے (وَلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ) کہ تمہیں شہداء کی زندگی کا احساس اور شعور نہیں ہے۔ تو جب شعور ہی نہیں تو کیسے زندہ مانتے ہو؟

جواب

ہم دنیا والے لوگوں کو شعور نہیں ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے انکی زندگی دیکھ سکیں، شعور نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ شہداء مردہ ہیں اور جو لفظ تم پیش کرتے ہو (وَلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ)، اس کے پیچھے بھی آیت پڑھو جس میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں (بَلۡ اَحۡیَآءٌ) کہ وہ زندہ ہیں۔

جب اللہ پاک نے زندہ فرما دیا تو کوئی اشکال ہی نہ رہا۔

مثال

ہمارے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں اور ہمیں ان کا شعور نہیں ہے کہ وہ ہمارے لباس کے باوجود قلم اپنے ہاتھوں میں کیسے پکڑتے ہیں؟ ہمارے اعمال کون سے صفحات پر لکھتے ہیں؟ کندھے پر پانی ڈالتے وقت کہاں ہوتے ہیں؟ جب انسان کسی بچے کو کندھے پر بٹا لیتا ہے جیسے آپ ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور اپنی نواسی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر بٹھایا تھا تو فرشتے کدھر تھے؟ یا جس طرح محکمہ پولیس کے افراد کسی مجرم کو تفتیش کے لیے اُلٹا لٹکا دیتے ہیں تو فرشتوں کا کیا بنتا ہے؟ مگر ان سب باتوں کے باوجود بھی مسلمان فرشتوں کے موجود ہونے پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں تو اسی طرح شہداء کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں مگر ایمان بالغیب رکھنا ضروری ہے۔

نوٹ: ہم مماتیوں سے پوچھتے ہیں کہ جب قرآن مجید نے بتلا دیا کہ تمہیں شعور نہیں ہے تو پھر تم مماتیوں کو کیسے شعور آگیا ہے کہ شہداء مردہ ہیں؟ (معاذ اللہ)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جواب

جی ہاں! قرآن پاک کی تفسیروں میں یہ ثابت ہے کہ یہ آیت انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی ہے، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: 154 کی تفسیر میں اہل سنت والجماعت کے کئی مفسرین نے عقیدہ حیات النبی ﷺ لکھا ہے۔ مثلاً: مولانا محمد ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ شہداء میں شامل ہو کر زندہ ہیں۔

فَلَيْسَ الشَّهِيْدُ بِأَوْلٰى مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ

(احکام القرآن للتھانوی، ج:1، ص:92، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ترجمہ

نبی کریم ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے۔ بے شک اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔

2

قرآن پاک سے دوسری دلیل

(آل عمران آیت 169)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

علماء حق، علماء دیوبند کی اتفاقی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ لکھتے ہیں:

تفسیر انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں اور ان کی زندگی اتنی مضبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے بلکہ قبر پر جاکر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ (تفسیر کشف الرحمٰن ج 1 ص 592 ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر پر جن اکابرین امت مسلمہ کے دستخط ہیں، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1. مدرس مسجد نبوی، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
2. عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
3. دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ
4. استاذ العلماء، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ علیہ
5. شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ
6. مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ (سورۃ آل عمران آیت:169)

اور (اے پیغمبرﷺ) جولوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 6

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں، حالانکہ تم لوگ قبروں میں زندہ مانتے ہو؟

جواب 1

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے تو پھر کیا خدا قبروں میں نہیں ہے؟

جواب 2

اگر مماتیوں کی یہ بیوقوفی مان لی جائے تو یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ تو کائنات میں ہر جگہ بلا جسم و بلا مکاں موجود ہے تو لہٰذا شہداء بھی ہر جگہ موجود ہوئے کیونکہ شہداء رب کے پاس جو رزق کھاتے ہیں، تو پھر شہداء کا ہر جگہ موجود ہونا رضاخانیوں سے بھی بدتر عقیدہ بن جائے گا اور مماتی اس فضول نظریہ کے طرف دار ہیں۔

اصل حقیقت

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں۔ یہ ایک قرآن کریم کی اصطلاح یعنی محاورہ ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو بغیر محنت و مزدوری کے کھانا پینا ملتا ہے، ان شہیدوں کو اپنے رب کی طرف سے بغیر تکلیف کے رزق حاصل ہوتا ہے، عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کی آیت کا اصل مطلب تو یہی ہے بنتا ہے جیسا کہ قرآن کریم، سورۃ آل عمران، آیت: 37 میں ہے هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، یعنی حضرت مریم علیہا السلام کو فلسطین میں بغیر محنت کے رزق ملا کرتا تھا۔ اور وہ فرماتی تھی کہ اللہ کے ہاں سے آیا ہے یعنی مجھے یہ رزق بغیر محنت کے ملا ہے۔ اسی طرح سمجھو عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ شہداء بھی بغیر محنت و مزدوری کے رزق حاصل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں جو مماتی بے چاروں نے سمجھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے تو مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o (سورۃ آل عمران آیت:169)

اور (اے پیغمبر ﷺ) جولوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 6

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں، حالانکہ تم لوگ قبروں میں زندہ مانتے ہو؟

جواب 3

قرآن کریم میں ہے: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (سورۃ آل عمران، آیت:19)

ترجمہ: یقیناً دین اسلام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

تو مماتیو! اب جرأت کرو، خود اپنے بارے میں کہہ دو کہ ہمارے پاس دین نہیں، ہم بے دین ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دین اللہ کے پاس ہے۔

نوٹ

جس طرح دین اسلام اللہ کے پاس ہوتے ہوئے ہمارے پاس بھی ہے تو اسی طرح شہداء اللہ کے پاس ہوتے ہوئے قبروں میں روح کے تعلق سے رزق کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

وضاحت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وَلَا تَقُوْلُوْا۔۔۔الخ (سورۃ البقرۃ، آیت:154) فرما کر شہداء کو مردہ کہنے سے روک دیا۔

اور دوسری جگہ وَلَا تَحْسَبَنَّ۔۔۔الخ (سورۃ آل عمران، آیت:169) فرما کر شہید کو مردہ گمان کرنے سے بھی روک دیا۔

گویا قرآن کریم میں شہداء کی حیات کے بارے میں غلط بولنے اور غلط سوچنے پر پابندی لگا دی۔ تو پتہ چلا کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرامؓ کی حیات کے بارے میں بدزبانی اور بدگمانی دونوں منع ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بدگمانی سے دور رکھے۔ آمین

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ (**سورۃ آل عمران آیت**:169)

اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 7

اگر انبیاء کرام علیہم السلام و شہداء کرامؓ قبروں میں رزق کھاتے ہیں تو پیشاب، پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟

جواب

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا روضہ اقدس جنت ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل مابین القبر و المنبر، ج:1، ص:159، ط:قدیمی کراچی)

اور شہدائے کرامؓ تو اعلیٰ درجہ کے مومن ہوتے ہیں اور مومن کی قبر کو حدیث پاک میں جنت کا باغ فرمایا گیا ہے۔ (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب نمبر:26، ج:2، ص:73، ط:قدیمی کراچی)

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ جنت میں کھانے، پینے کے بعد پیشاب، پاخانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حیاتِ قبر تو حیاتِ آخرت کی ابتداء ہے اور آخرت میں ان چیزوں کا تصور بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطاء فرمائے۔ **آمین**

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (**سورۃ آل عمران آیت**:169)

اور (اے پیغمبر ﷺ) جولوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 8

حدیث پاک میں آتا ہے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضور پاک ﷺ نے یوں فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں اور پرندے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں اُڑتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ روحیں تو جسم سے باہر ہوئیں، پھر شہید قبروں میں کیسے زندہ ہیں؟

جواب

ہم بھی مانتے ہیں کہ روحیں اُپر آسمانوں میں ہیں اور جسم قبروں میں ہیں لیکن ان روحوں کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ جس کی وجہ سے شہید قبروں میں زندہ ہیں، جس طرح سورۃ الزمر، آیت:42 کے مطابق سونے والے کی روح نکل جاتی ہے مگر سونے والا زندہ ہوتا ہے، اس لیے کہ اس نکلی ہوئی روح کا تعلق سونے والے آدمی کے جسم سے ہوتا ہے۔ جیسے سوتا ہوا آدمی باوجود روح نکل چکی ہے پھر بھی وہ اس روح کے ساتھ تعلق کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے۔ اس طرح ان شہداء کی بھی ارواح، اعلیٰ علیین میں ہیں اور اس روح کے تعلق کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (**سورۃ آل عمران آیت**:169)

اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 9

انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کا جسموں سے تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ قبروں میں زندہ ہیں، علماء دیوبند سے پہلے کس نے لکھا ہے؟

جواب

جی ہاں! آج سے تقریباً 700 سال پہلے حضرت امام محمد بن ابی بکر حافظ ابن القیمؒ نے اُمت مسلمہ کا واضح عقیدہ لکھا ہے: بَعْدَ وَفَاتِهٖ اِسْتَقَرَّتْ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى مَعَ اَرْوَاحِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَعَ هٰذَا فَلَهَا اِشْرَافٌ عَلَى الْبَدَنِ وَاِشْرَاقٌ وَّ تَعَلُّقٌ بِهٖ بِحَيْثُ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَاِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ....

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، فصل: الفرق بین من قال کان الاسراء بالروح وبین ان یقال کان الاسراء مناما، ج:1، ص:506، ط: شرکۃ التجاریہ القدس، القاہرہ مصر)

حضور پاک ﷺ کی روح مبارک وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کے ساتھ اعلیٰ علیین بلکہ اس سے بھی بلند رفیق اعلیٰ میں ہے اور اس روح کا جسم مبارک کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ جب بھی کوئی اُمتی (قبر مبارک کے قریب) سلام پیش کرتا ہے تو حضور پاک ﷺ کی توجہ اس کے سلام کی طرف جاتی ہے تو اسے سلام کا جواب مل جاتا ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ (**سورۃ آل عمران آیت**:169)

اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 10

نیند کی حالت میں سونے والے آدمی کی روح کا اسکے جسم سے تعلق نظر آتا ہے کہ سانسیں اور نبض چل رہی ہوتی ہیں اور اگر مردے کی روح کا اسکے جسم سے تعلق ہوتا تو وہ بھی نظر آتا، حالانکہ وہ تو نظر نہیں آتا۔

جواب 3

جناب! اگر سونے والے کی طرح مرنے والے کی روح کا تعلق ایمان بالغیب سے نہ ہوتا کیونکہ نظر آئے پھر مانو، یہ کیسا ایمان ہے؟

حالانکہ ایمان بالغیب تو یہ ہے کہ **یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ** (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 3) نظر نہ آئے تب مانو، اسی کو ایمانی حالت کہتے ہیں۔

جواب 4

(سورۃ البقرۃ، آیت:7)

اللہ پاک نے قرآن کریم میں کفار کے بارے میں فرمایا ہے: **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ**۔۔۔الخ

کافروں کی آنکھوں، کانوں اور دلوں پہ پردہ ہے۔ مگر ظاہری طور پر یہ پردہ ہمیں نظر تو نہیں آتا۔ اسی طرح مردے کے جسم سے روح کا تعلق ہوتا ہے مگر عام طور پر نظر نہیں آتا۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت:169)

اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر 11

کون کہتا ہے کہ یہ آیت ہمارے نبی پاک ﷺ کیلئے ہے؟

جواب 3

علماء حق، علماء دیوبند کی اتفاقی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ لکھتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں۔ ان کی زندگی اتنی مظبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد انکی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے۔ بلکہ قبر پر جا کر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

(تفسیر کشف الرحمٰن، ج:1، ص:592، ط:مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر پر جن اکابرین اُمت مسلمہ کے دستخط ہیں، ان کے اسماء کرام یہ ہیں:

1. مدرس مسجد نبوی ﷺ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ
2. عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
3. دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
4. استاذ العلماء، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہان پوریؒ
5. شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ
6. مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ

3

قرآن پاک سے تیسری دلیل

(النساء64)

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

ترجمہ: اور یہ گناہ گار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ سے معافی مانگیں اور آپ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کریں گے اور ان پہ رحمت کریں گے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر 1: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کو قبر میں دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر شریف کے پاس گر گیا اور روتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہ گار شخص، رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ اس کے لیے دعائے مغفرت کریں تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیں گے۔ اس لیے نبی پاک ﷺ! میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیے معافی کی دعا کریں۔ اس کے بعد اسے روضہ اقدس سے آواز آئی قد غفر لک کہ تیری بخشش ہو گئی۔ (معارف القرآن ج2ص460.ط:ادارۃ المعارف کراچی)

تفسیر 2: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جیسے حضور پاک ﷺ کے پاس لوگ معافی کی دعا کرانے آیا کرتے تھے تو اسی طرح آج بھی روضہ رسول ﷺ پر حاضری اسی حکم میں داخل ہے۔ یعنی اب بھی حضور پاک ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کر دیں تو حضور پاک ﷺ دعا فرمائیں گے۔

(معارف القرآن ج2ص459.ط:ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر گناہگار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پہ رحمت کریں گے۔

(سورۃ النساء، آیت: 64)

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر 1

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو قبر مبارک میں دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی اور قبر شریف کے پاس گر گیا اور روتے ہوئے حضور پاک ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہگار بندہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لیے دعائے مغفرت کریں تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیں گے۔ اس لیے نبی پاک ﷺ! میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لیے معافی کی دعا کریں۔ اس کے بعد اسے روضۂ اقدس سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ کہ تیری بخشش ہوگئی۔

(معارف القرآن، ج:2، ص:460، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

تفسیر 2

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جیسے حضور پاک ﷺ کے پاس لوگ معافی کی دعا کرانے آیا کرتے تھے تو اسی طرح آج بھی روضۂ رسول ﷺ پر حاضری اسی حکم میں داخل ہے۔

یعنی اب بھی حضور پاک ﷺ کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہو کر عرض کر دیں تو حضور پاک ﷺ دعا فرمائیں گے۔

(معارف القرآن، ج:2، ص:459، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر گنہگار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پر رحمت کریں گے۔ (سورۃ النساء، آیت: 64)

اعتراض نمبر 12

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر آپ لوگ یہ آیت (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا ۔۔۔۔ الخ) پیش کرتے ہو۔ اس (کی تفسیر) میں تو ایک دیہاتی کا واقعہ آیا ہے اور دیہاتی تو اکثر ان پڑھ ہوتے ہیں اور ان پڑھ آدمی کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

جواب

جناب ہمارا عقیدہ دیہاتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تائید کرنے کی وجہ سے ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اس اُمت مسلمہ کے سب سے بڑے قاضی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اور اِن کے پڑھے لکھے ہونے میں کسی کو شک نہیں۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر گناہگار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پہ رحمت کریں گے۔ (سورۃ النساء، آیت: 64)

اعتراض نمبر 13

اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ گاؤں والا آدمی حضور پاک ﷺ کا صحابی ہے یا نہیں؟

جواب

صحابی نہ ہونے یا نہ ہونے سے اصل مسئلے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو صحابی اور خلیفہ راشد ہیں۔ خلیفہ راشد کی بات کو ماننے کا حکم حدیث پاک میں موجود ہے۔

سنن ابی داؤد کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، ج:2، ص:279۔ جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع، ج:2، ص:96

اگر یہ شرک ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دیہاتی کو منع کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی حضور پاک ﷺ کو قبر میں زندہ مانتے تھے۔ اس واقعہ سے عقیدہ نہیں بنا بلکہ یہ عقیدہ تو قرآن کریم کی اسی آیت میں موجود ہے۔

(معارف القرآن، سورۃ النساء آیت:64، ج:2، ص:460، ط: دار العلوم کراچی، از مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی)

اس دیہاتی کے عمل کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید فرمائی ہے جس کی وجہ سے آج تک مسلمان اس کو قرآنی آیت کی عملی تفسیر سمجھتے ہیں گویا صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین نے تائید کر کے مہرِ تصدیق لگا دی ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (سورۃ النساء، آیت: 64)

اور اگر جب یہ لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پر رحمت کریں گے۔

اعتراض نمبر 14

یہ (دیہاتی والا) واقعہ تو شرک کا چور دروازہ لگتا ہے۔

جواب

یہ واقعہ صرف ہماری کتابوں میں ہی نہیں بلکہ حضرت مولانا حسین علی الوانی ؒ (جو 1944ء میں فوت ہوئے) جنہیں تم مماتی اپنا امام مانتے ہو ان کی طرف اپنی جھوٹی نسبتیں قائم کرتے ہو، وہ خود اس واقعہ کو اپنی زندگی کی آخری کتاب میں خود لکھتے ہیں بلکہ اس واقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتماد نقل کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ جھوٹا اور شرک ہے تو پھر فتویٰ حضرت مولانا حسین علی الوانی ؒ پر لگے گا ہم پر نہیں۔ ہم پورے یقین سے کہتے کہ اگر یہ شرک ہوتا تو اس کو ہرگز نہ لکھتے۔ (تحریرات حدیث، باب: قضاء الحاجۃ بالصلاۃ علی النبی ﷺ، ص: 396، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے۔ اس دیہاتی مسلمان کو ضرور روکتے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ مگر اصحاب پیغمبر رضی اللہ عنہم نے روکا نہیں بلکہ اس کی حمایت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باقاعدہ اس واقعہ کو اُمت کے سامنے بیان کرتے رہے۔ نیز اگر یہ واقعہ غلط ہوتا تو مولانا حسین علی ؒ اپنی کتاب میں ایک مزید سند کے ساتھ درج نہ کرتے۔ مولانا کا اس واقعہ کو لکھنا اور اس پر اعتماد ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا حسین علی ؒ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اس آیت کا حکم اب بھی باقی ہے۔

تنبیہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُّعْبَدُ کہ اے اللہ! میری قبر پر لوگ شرک نہ کریں۔

(الجامع الصحیح للسنن والمسانید، کتاب الکبائر، باب: اتخاذ المساجد علی القبور من الکبائر، ج: 5، ص: 42، ط: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (سورۃ النساء، آیت:64)

اور اگر کبھی یہ لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پر رحمت کریں گے۔

اعتراض نمبر 14

یہ (دیہاتی والا) واقعہ تو شرک کا چور دروازہ لگتا ہے۔

جواب

حضرت امام مالکؒ نے تابعین میں سے حضرت امام عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہی روایت اپنی کتاب المؤطا میں درج کی ہے: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ (ترجمہ) اے اللہ! لوگ میری قبر پر شرک نہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ سخت غصہ ہوتے ہیں ان لوگوں پر جو انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ (شرک) کرتے ہیں۔ (موطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب: جامع الصلاۃ، ص:159، ط: المیزان لاہور)

اگر خدانخواستہ حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے ہاتھوں اپنے گناہوں کی معافی والی درخواست کرانا شرک ہوتا تو کبھی بھی قبر مبارک پر یہ عمل جاری نہ رہتا مگر اسطرح درخواست کرانا اِسْتِشْفَاعٌ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ کا عقیدہ کہلاتا ہے۔ اور فقہاء کرامؒ جو کہ شریعت کے ماہر ہوتے ہیں، انہوں نے فقہ کی کتابوں میں اس عقیدہ کے باقاعدہ احکامات لکھیں ہیں۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (سورۃ النساء، آیت:64)

اور اگر گنہگار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پر رحمت کریں گے۔

اعتراض نمبر 15

اس دیہاتی کے واقعہ میں بتایا جانے والا حکم اگر قیامت تک باقی ہے تو اگلی آیت: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔۔۔ الخ (سورۃ النساء آیت:٦٥) کہ اختلافی باتوں کا فیصلہ آپ ﷺ سے کرائیں۔ اس کا حکم بھی اب تک باقی ہونا چاہیئے۔

جواب 1

دیہاتی کے واقعہ کی آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا۔۔۔ الخ کے متعلق مفسرین قرآن، ائمہ کرام اور فقہاء اُمت نے لکھا ہے کہ اس آیت کا حکم قیامت تک باقی ہے کہ آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرائی جاسکتی ہے۔ مگر اگلی آیت کی بات کسی مفسر نے نہیں لکھی۔

جواب 2

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے اگلی آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔۔۔ الخ (سورۃ النساء آیت:٦٥) کا حکم حضور پاک ﷺ کے زمانے تک ثابت ہوتا ہے اس کے بعد نہیں۔ اس دیہاتی والے واقعہ کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اپنے معاملات کے فیصلے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر پیش نہیں کرتے تھے، مگر گناہ معافی کی درخواست والے دیہاتی کی تائید فرمارہے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کے مطابق معافی والی درخواست کا حکم اب بھی باقی ہے۔

5

قرآن پاک سے پانچویں دلیل

(سورۃ الاحزاب آیت 53)

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا

ترجمہ: اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، فقیہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر :1 قُلْتُ وَجَازَ أَنْ يَكُونَ ذَالِكَ لِأَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ وَلِذَالِكَ لَمْ يُورَثْ وَلَمْ يَتَئَمْ أَزْوَاجُهُ

(تفسیر مظہری (عربی) ج7 ص 408 (اُردو) ج9 ص416 ط: ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نکاح نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اس لیے حضور پاک ﷺ کے مال مبارک کا کوئی وارث نہیں قرار پایا اور حضور پاک ﷺ کی وفات سے آپ کی بیویاں بیوہ نہ ہوئیں۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر :2 اس مسئلے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتاب آب حیات میں ہے۔

نوٹ آب حیات میں واضح طور پر نبی پاک ﷺ کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

(تفسیر عثمانی ص 567 ط: قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں: (معارف القرآن ج7 ص203 ط: ادارۃ المعارف کراچی)

تفسیر :3 آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح حرام ہے۔ وہ بنص مومنوں کی مائیں ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اسی لیے آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر اُن کی ازواج کا ہوتا ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا (سورۃ الاحزاب آیت: ۵۳)

ترجمہ اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، فقیہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر قُلْتُ وَجَازَ أَنْ يَكُونَ ذَالِكَ لِأَجَلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَيٌّ فِي قَبْرِهٖ وَلِذَالِكَ لَمْ يُوْرَثْ وَلَمْ يَتَئِمْ أَزْوَاجُهُ

(تفسیر مظہری ﷺ (عربی) ج:۷، ص:۴۰۸ (اردو) ج:۹، ص ۴۱۶، ط:ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنھن سے نکاح نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اس لیے حضور پاک ﷺ کے مال مبارک کا کوئی وارث قرار نہیں پایا اور حضور پاک ﷺ کی وفات سے آپ ﷺ کی بیویاں بیوہ نہ ہوئیں۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر اس مسئلے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتاب آبِ حیات میں ہے۔

(تفسیر عثمانی، ص:۵۶۷، ط:قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

نوٹ آبِ حیات میں واضح طور پر نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا (سورۃ الاحزاب آیت:۵۳)

ترجمہ اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحؒ لکھتے ہیں:

تفسیر آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے نکاح حرام ہے۔ وہ بنص قرآن مومنوں کی مائیں ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اسی لیے آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر اُن کی ازواج کا ہوتا ہے۔

(معارف القرآن، ج:۷، ص:۲۰۳، ط:ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراضات حصہ قرآنی

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا

اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

اعتراض نمبر 16

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۳ کی جو تم لوگ تفسیر پیش کرتے ہو کہ نبی ﷺ کی بیوی سے نکاح نہ کرنے کی ۲ وجوہات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا تو یہ بات ہم نہیں مانتے کیونکہ شہید بھی تو زندہ ہوتا ہے، تو پھر اس کی بیوی سے نکاح کیوں جائز ہے؟

جواب 1

جناب یہی فرق ہے نبی ﷺ اور شہید کی حیات میں کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات بڑے درجے والی ہے اور شہید اُمتی ہے اس کی حیات چھوٹے درجے والی ہے، لہٰذا چھوٹا درجہ ہونے کی وجہ سے شہید کی بیوی سے نکاح ہو جاتا ہے جبکہ نبی ﷺ کی حیات بڑے درجے والی ہے تو اس کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا۔ اگرچہ زندہ دونوں ہیں اور یہ بات قرآن پاک کی تفاسیر سے ثابت ہے۔ جس طرح سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹ کی تفسیر کشف الرحمٰن میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اثر دنیا میں آجاتا ہے جس کی وجہ سے نبی ﷺ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ نبی کریم ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے۔ جب کہ شہید کے لیے اس طرح نہیں فرمایا گیا۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ اور شہید (اُمتی) کے درمیان دنیا میں فرق تھا اسی طرح وفات کے بعد بھی فرق آتا ہے۔ آپ ﷺ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا جبکہ شہید (اُمتی) کی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا جبکہ شہید کا خوشبودار نہیں ہوتا۔ اب بھی وفات کے بعد آپ ﷺ اور شہداء اپنی اپنی قبروں میں دونوں زندہ ہیں مگر زندگی کے درجات میں فرق ہے۔

مثال انسان کے چہرے پر داڑھی کا بال بھی زندہ ہوتا ہے اور رُخسار (گال) بھی زندہ ہوتے ہیں مگر بالوں کو قینچی سے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی مگر رخسار کو کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ زندگی کے حالات میں فرق ہے حالانکہ دونوں زندہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور شہید کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

7

قرآن پاک سے ساتویں دلیل

(سورۃ الاحزاب:45)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیشک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر تمام انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ (معارف القرآن ج7 ص177 ط: ادارۃ المعارف کراچی)

نوٹ چھٹی دلیل میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہی دینے والا بتایا گیا ہے۔ گویا یہ آیت مبارکہ پچھلی آیت کی تشریح کر رہی ہے۔ قبر مبارک میں اُمت کے اعمال پیش ہونے کی وجہ سے قیامت کے دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دیں گے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ فرماتے ہیں:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قبر مبارک میں اُمت کے اعمال کا پیش ہونا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں دلیل بنتی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اس لیے وہاں اُمت کے اعمال پیش ہو رہے ہیں۔

(حاشیہ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: تفریع ابواب الجمعہ، ج1، ص:158، ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

6

قرآن پاک سے چھٹی دلیل

وَجِئۡنَا بِكَ شَهِيۡدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ (سورۃ النحل آیت 89)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لیے لائیں گے۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

تفسیر: حدیث پاک میں ہے کہ اُمت کے اعمال ہر روز حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر اور بد اعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

(تفسیر عثمانی ص:366، ط: قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

8

قرآن پاک سے آٹھویں دلیل

فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا (سورۃ الکہف:11)

ترجمہ: چنانچہ ہم نے اُن کے کانوں کو تھپکی دے کر کئی سال تک اُن کو غار میں سُلائے رکھا۔

تفسیر مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں: (مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ج:7، ص:433، ط: مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور)

پہلی اُمتوں کے یہ لوگ (اصحابِ کہف) ہیں۔ ان بزرگوں کی کرامت تھی کہ 309 سال سونے کے بعد بھی صحیح سلامت رہے۔ ہماری اُمت میں بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں، جن سے اس قسم کے واقعات کا ظہور ہوا۔ مثلاً

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے یوں وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لینا کہ میری قبر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے روضہ اقدس میں بنائی جائے یا نہیں؟ اگر اجازت مل جائے تو مجھے وہیں دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں میری قبر بنا دینا۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اُن کا جنازہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے دروازے پر رکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام پڑھا پھر یوں عرض کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دروازے پر موجود ہیں، تو روضہ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست تک پہنچا دو۔

9

قرآن پاک سے نویں دلیل

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات:2)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے نہ بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چلے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ کی تفسیر معارف القرآن میں ہے:

تفسیر احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں دو بندوں کی بلند آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے ہو؟ معلوم ہوا کہ یہ اہل طائف کے ہیں تو فرمایا اگر تم یہاں مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا۔ (افسوس کی بات ہے کہ) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول ﷺ میں۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب رفع الصوت فی المسجد، ج 1 ص 67، ط: قدیمی کراچی۔۔۔از ناقل)

اس حدیث سے علماءِ اُمت نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ جیسے آنحضرت ﷺ کا احترام آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں تھا اسی طرح کا احترام و توقیر اب بھی لازم ہے کیوں کہ حضور پاک ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ (معارف القرآن، ج:7، ص:487، ط: فرید بک ڈپو دہلی، ہندوستان)

10

قرآن پاک سے دسویں دلیل

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تفسیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درود وسلام کے متعلق تفصیلی فوائد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "القول البدیع" اور میری کتاب صحیح مسلم کی شرح "فتح الملہم" میں دیکھیں۔

(تفسیر عثمانی ص568 ط: قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

نوٹ القول البدیع اور فتح الملہم میں واضح طور پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور مسلک اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 18

قرآن پاک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ (پھر اس دنیا کی زندگی کے بعد یقیناً تمہیں موت آنے والی ہے) پھر تم دیوبندی حیات النبی ﷺ کی بات کیوں کرتے ہو؟

جواب 1

قرآن کریم کی یہ سورۃ المؤمنون، آیت:۱۵ ہے، اس آیت مبارکہ میں صرف اتنی سی بات ہے کہ دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی اور انسان وفات پا جائیں گے اور دنیا میں وفات کا کوئی منکر نہیں ہے۔ اس آیت کو حضور پاک ﷺ کی قبر والی زندگی پر فٹ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قبر مبارک کی زندگی بھی تو شریعت سے ثابت ہے۔

جواب 2

یہ آیت اُس نبی پاک ﷺ پر اتری ہے جس نے یوں فرمایا ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ

(مسند ابی یعلیٰ، ج:۶، ص:۱۴۷، حدیث نمبر:۳۴۲۵، ط: دار العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری ج:۶، ص:۳۲۵)
۲) حضرت ملا علی قاریؒ (مرقات ج:۲، ص:۲۱۲)
۳) حضرت علامہ ہیثمیؒ (مجمع الزوائد ج:۸، ص:۲۱۱)
۴) حضرت علامہ مناویؒ (فیض القدیر ج:۳، ص:۱۸۴)
۵) حضرت علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر ج:۲، ص:۱۳۴)
۶) حضرت علامہ قاضی شوکانیؒ (فتح الباری ج:۶، ص:۳۲۵)
۷) مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (بذل المجہود ج:۲، ص:۱۱۷)
۸) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (فیض الباری ج:۲، ص ۶۴)
۹) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ج:۱، ص:۳۲۹)
۱۰) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ (فضائل درود، ص:۳۴+۱۸)

یہ آیت ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں آخر موت آنی ہے قبر مبارک کی زندگی اس دنیا والی موت کے بعد ہے۔ وہ اس سے الگ ہے اسی لیے یہ آیت عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 22

قرآن پاک میں سورۃ یسین، آیت:۲۶ میں ہے کہ اللہ پاک نے ایک شہید کو یوں فرمایا قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔
اب دیکھو! اس آیت سے تو پتہ چلتا ہے کہ شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ پاک نے قِيلَ کا لفظ اُتارا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اسے کہہ دیا گیا جو کہ ماضی کا لفظ ہے، گذشتہ زمانے کی بات ہے، تو اس کا مطلب ہوا کہ جنت میں داخل ہو چکا ہے۔

پھر تم کیسے کہتے ہو کہ قبروں میں زندہ ہیں؟

جواب 1

اہل سنت والجماعت قرآن کریم کو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مفسرین قرآن جو کہ علم تفسیر میں ماہر ہوتے ہیں ان کی تشریح کے مطابق مانتے ہیں۔ مثلاً:

حضرت امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ جَمَاعَةٌ: مَعْنَى قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةُ وَجَبَتْ لَكَ الْجَنَّةُ فَهُوَ خَبَرٌ بِأَنَّهُ قَدِ اسْتَحَقَّ دُخُولَ الْجَنَّةِ لِأَنَّ دُخُولَهَا يُسْتَحَقُّ بَعْدَ الْبَعْثِ (الجامع لاحکام القرآن، تفسیر القرطبی، سورۃ یٰس، آیت:26، ج:15، ص:19، ط: دار الکتب المصریہ، القاھرہ)

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ مفسرین کی جماعت نے اس آیت کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ شہادت کا رُتبہ پالینے کے بعد شہید جنت کے ٹھکانے کا مستحق بن جاتا ہے اور جنت میں داخلہ قبروں سے اُٹھنے کے بعد ہو گا۔

دیکھو! اس تفسیر نے مسئلہ سمجھنا آسان کر دیا کہ جنت میں داخلہ قیامت کے دن قبروں سے اُٹھنے کے بعد ہی ہو گا کیونکہ مومن کی قبر تو صرف جنت کا باغ ہوتی ہے۔ یعنی جنت کی نعمتوں سے لذت حاصل کرنے کے لیے مومن کی قبر میں ایک جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے گویا وہ قبر جنت کی ایک برانچ (شاخ) بن جاتی ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 21

اگر نبی کریم ﷺ کو قبر میں زندہ مانیں تو حضور پاک ﷺ کی عمر سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس بنتی ہے۔ حالانکہ آپ لوگ بھی مانتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

جواب

یقیناً حضور پاک ﷺ کی دنیا والی عمر ۶۳ سال تھی مگر قبر کی زندگی اس سے الگ ہے، یہ دنیا کی زندگی میں شامل نہیں ہو سکتی۔ جس طرح کوئی آدمی ماں کے پیٹ والی زندگی کو اپنی عمر کا حصہ نہیں مانتا۔ یعنی ماں کے پیٹ والے ۵ ماہ کو بھی اپنی زندگی میں شامل نہیں کرتا تو اسی طرح قبر کی زندگی دنیا کی زندگی میں شامل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی دنیا والی زندگی ۶۳ سال ہے، اس کا کوئی منکر نہیں ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 19

قرآن پاک میں ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (سورۃ الزمر، آیت:۳۰) (اے نبی ﷺ آپ بھی فوت ہوں گے اور باقی لوگ بھی فوت ہونگے)، اس آیت کے مطابق حضور پاک ﷺ فوت ہو گئے، پھر تم فوت کو کیوں زندہ مانتے ہو؟

جواب

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی دنیا میں وفات پانے کا ذکر ہے جو ہم دیوبندی بھی مانتے ہیں۔ باقی قبر میں مردہ ہونا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی آپ ﷺ سے لیکر ۱۹۵۷ء تک کسی صحابی رضی اللہ عنہ، تابعیؒ، مجتہدؒ، فقیہؒ، محدثؒ، مفسرؒ، امامؒ نے اس سے یہ ثابت کیا کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں، تو اگر اس کا ثبوت ہے تو لے آؤ اور یہ قیامت تک ناممکن ہے اور نہ ہی یہ آیت قبر کی زندگی پر لاگو ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو قبر کا لفظ ہی نہیں ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 20

قرآن کریم میں اللہ پاک کا ارشاد ہے وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (قیامت کے دن روح اور جسم کو ملایا جائے گا)، پھر قبر میں زندہ کیسے ہوئے؟

جواب

قرآن کریم کی یہ سورۃ التکویر کی آیت:۷ ہے۔ اس آیت مبارکہ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ پاک تمام مخلوقات کی روحوں کو ان کے جسموں میں داخل فرمائیں گے۔۔ اور قبر کی زندگی تو روح اور جسم کے تعلق سے قائم ہے۔ لہذا اس آیت سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک یہ آیت علماء دیوبند کے ایمان کا حصہ ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 24

قرآن پاک میں ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے) پھر تم کیوں کہتے ہو کہ وہ سنتے ہیں۔

جواب 1

یہ بات عام مردوں کی ہے، انبیا کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور ﷺ کی نہیں ہے۔

جواب 2

اکثر قرآن پاک کی تفسیر والوں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نہیں سنا سکتے، اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ جس طرح مردے کو سنا کر کچھ فائدہ نہیں دے سکتے تو اسی طرح کافر کو بھی ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہاں سے مراد مردے نہیں بلکہ مَوْتَةُ الْقُلُوْبِ یعنی جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ کافر مراد ہیں۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 23

قبر سے مراد صرف اوپر عالم برزخ ہے زمین پر کوئی قبر نہیں ہے۔

جواب

جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یار۔۔۔۔۔ قرآن پاک نے کئی آیات میں زمینی قبر کو قبر فرمایا ہے۔ مثلاً:

1 وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا) (سورۃ توبہ۔آیت:84)

نوٹ اس آیت میں قبر سے مراد یہی زمینی گڑھا ہے نہ کہ سجین۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ عبد اللہ بن اُبی منافق کے جنازے کے بعد اسی زمینی قبر پر کھڑے تھے نہ کہ سجین میں۔

2 وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ (سورۃ الحج۔آیت:7)

ترجمہ: بے شک قیامت آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کو قبروں سے اُٹھائے گا۔

3 كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (سورۃ الممتحنہ۔آیت:13)

ترجمہ: وہ آخرت سے یوں مایوس ہو چکے جیسے کفار قبروں میں مدفون لوگوں سے مایوس ہیں۔

4 ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (پھر اُسے موت دی، اور قبر میں پہنچا دیا) (سورۃ عبس۔آیت:21)

5 وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں گی) (سورۃ الانفطار۔آیت:4)

6 اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ (سورۃ العادیات۔آیت:9)

ترجمہ: کیا وہ وقت اُسے معلوم نہیں ہے جب قبروں میں جو کچھ ہے، اُسے باہر بکھیر دیا جائے گا۔

7 حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ گئے) (سورۃ التکاثر۔آیت:2)

اعتراضات حصہ قرآنی

ہمارا دعویٰ

اکثر قرآن پاک کی تفسیر والوں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نہیں سنا سکتے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جس طرح مردے کو سنا کر کوئی فائدہ نہیں دے سکتے تو اسی طرح کافر کو بھی ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہاں سے مراد مردے نہیں بلکہ مَوۡتَۃُ الۡقُلُوۡبِ یعنی جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ کافر مراد ہیں۔

اعتراض نمبر 25

اگر تم سچے ہو تو اپنے اس دعوے پر ایک سنی مفسر پیش کرو۔

جواب

لو جناب! مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحق دہلویؒ تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں:

ان آیات میں تو عدم سماع موتی (مردوں کے نہ سننے) کا اشارہ تک بھی نہیں اس لیے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے۔

(تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی، ج:3، ص:561، ط: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی انڈیا)

نوٹ: مماتیو! حقانی ؒ کا بڑا نام لیتے ہو اُن کا یہ حوالہ بھی ذرا جگر تھام کے مانو۔۔۔!

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 23

قبر سے مراد صرف اوپر عالم برزخ ہے زمین پر کوئی قبر نہیں ہے۔

جواب (بقیہ حصہ)

نوٹ: اگر زمین پر قبریں نہیں ہیں تو پھر سارے مماتی زمین میں اپنے مردے مت دفنایا کریں بلکہ اپنے مردے بوری میں ڈال کر درختوں سے لٹکا دیا کریں اور قبرستانوں کی زمین کو زراعت کے لیے استعمال کریں ملکی و قومی فائدے میں اضافہ ہو گا۔

مشکل کے خوف سے احادیث کو چھوڑ کر صرف آیات پیش کی گئی ہیں ورنہ احادیث میں جابجا آپ ﷺ نے زمینی قبر کو قبر فرمایا ہے اور قبر ہوتی ہی زمین پر ہے، آسمانوں پر کوئی قبر نہیں ہوتی۔ یہ سب مماتیوں کا اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہ قبریں آسمان پر ہیں۔ دین اسلام میں قبرستان کے متعلق جتنے بھی احکامات آئے ہیں وہ سب اسی زمینی قبر کے بارے میں ہیں مثلاً کہ قبر کو پختہ نہ بناؤ، قبر سے ٹیک نہ لگاؤ، قبر کے اوپر سے مت گزرو وغیرہ وغیرہ۔ اگر آسمان پر قبریں ہوتیں تو اس کے احکام بھی شریعت میں موجود ہوتے مگر ایسا ایک حکم بھی موجود نہیں ہے۔ ہم حیران ہیں کہ جب کوئی جاہل آدمی قبر پر سجدہ کرتا ہے تو اس وقت اہل حق علماء دیوبند اس کو منع کرتے ہیں کہ قبر پر سجدہ حرام ہے، مماتی بھی یہی بات کرتے ہیں کہ قبر پر سجدہ نہیں کرنا چاہیے اور جب بات عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں آئے تو مماتی زمینی قبر کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حیرانگی ہے کہ مماتیوں کو آج تک اپنی قبر بھی پتہ نہ چل سکی۔

اگر قبریں آسمان پر ہوتیں تو پھر احادیث پاک میں قبر پر نہ گزرنے اور اس پر سجدہ نہ کرنے اور مزید یہ کہ پختہ نہ بنانے کے بارے میں جو احکام آئے ہیں ان کا کیا مطلب ہو گا؟

آسمان پر ریت، بجری اور سیمنٹ کے ٹرک جاتے تو کسی نے آج تک نہیں دیکھے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 22

قرآن پاک میں سورۃ یسین، آیت:۲۶ میں ہے کہ اللہ پاک نے ایک شہید کو یوں فرمایا قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ اب دیکھو! اس آیت سے تو پتہ چلتا ہے کہ شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ پاک نے قِیۡلَ کا لفظ اُتارا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اسے کہہ دیا گیا جو کہ ماضی کا لفظ ہے، گذشتہ زمانے کی بات ہے، تو اس کا مطلب ہوا کہ جنت میں داخل ہو چکا ہے۔

پھر تم کیسے کہتے ہو کہ قبروں میں زندہ ہیں؟

جواب 5

جس طرح حدیث میں ہے: عَنۡ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنۡ شَہِدَ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الۡجَنَّۃَ

(رواہ النسائی والطبرانی عن انس ومعاذ اخرجہ ابو یعلیٰ فی مسندہ ج ۷ ص ۲۰۹ رقم: ۴۲۰۲)

(تنسیق النظام فی مسند الامام کتاب الایمان والاسلام، باب: بیان عدم کفر اہل الکبائر، ص ۴۹ ط: مکتبہ البشری کراچی، ص:۱۱، ط: اسلامی کتب خانہ لاہور)

ترجمہ: جس نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دی (یعنی ایمان لایا) وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ تو کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہی بندہ جنت میں چلا جاتا ہے؟ نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ ایک نہ ایک دن جنت میں جائے گا۔ تو اسی طرح شہید بھی قبر سے نکلنے کے بعد جنت جائے گا۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 22

قرآن پاک میں سورۃ یسین، آیت:۲۶ میں ہے کہ اللہ پاک نے ایک شہید کو یوں فرمایا قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ اب دیکھو! اس آیت سے تو پتہ چلتا ہے کہ شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ پاک نے قِيلَ کا لفظ اُتارا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اسے کہہ دیا گیا جو کہ ماضی کا لفظ ہے، گذشتہ زمانے کی بات ہے، تو اس کا مطلب ہوا کہ جنت میں داخل ہو چکا ہے۔

پھر تم کیسے کہتے ہو کہ قبروں میں زندہ ہیں؟

جواب 2

ہمارے نزدیک بھی شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے یعنی اس کی قبر میں جنت کو پیش کیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی، ج: ۱، ص: ۱۸۴، ط: قدیمی کراچی)

جواب 3

یہاں سے مراد ہے کہ شہید کی روح جنت چلی جاتی ہے اور روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔

جواب 4

ماضی کے لفظ سے یہ مراد نہیں کہ یہ کام ہو چکا ہے بلکہ قرآن پاک میں بہت سی جگہ قیامت کو ماضی کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ حالانکہ قیامت آئے گی جس کا تعلق ماضی سے نہیں بلکہ مستقبل سے ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ (سورۃ یسین، آیت: ۵۱) کہ قیامت تو آچکی، صور پھونک دیا گیا۔ مگر اس کا مطلب مستقبل کا ہے کہ قیامت آئے گی اس لیے شہید کے لیے بھی مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت میں داخل ہو گا۔ یہ اصول ہے کہ مستقبل کی یقینی بات کو ماضی کے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 29

بعض تفسیر والوں نے اسرائیلی روایت لکھی ہے کہ اس بستی سے گزرنے والے شخص کا نام حضرت عزیر علیہ السلام ہے۔

جواب

جب تفسیر والوں نے اسرائیلی روایت (جو یہودیوں اور عیسائیوں سے معلوم ہو تو اسے اسرائیلی روایت کہتے ہیں) لکھی ہے تو مماتیوں نے اسے اللہ کا کلام بنا دیا (نعوذ باللہ)۔ جناب والہ جن تفسیر والوں نے لکھا ہے یقیناً وہ مختصر تفسیر ہیں۔ ان میں صرف ایک ایک قول ذکر کر دیا جاتا ہے اسی لیے مختصر تفسیر میں تفصیلی واقعات نہیں لکھے جا سکتے۔ کسی بات کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے اس کی مکمل تفصیل کا معلوم ہونا ضروری ہے ورنہ بات کی تہ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تفصیلی تفاسیر میں یہ مکمل واقعہ موجود ہے، مثلاً: تفسیر روح المعانی جو 30 جلدوں میں علماء احناف کی سب سے بڑی تفسیر کی کتاب ہے۔ آیت کے اس مقام پر اس کو بھی مطالعہ کر لیا جائے تو بات کھل کر سامنے آجاتی ہے اور مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ مفتی بغداد، مؤلف تفسیر روح المعانی: حضرت علامہ محمود آلوسیؒ واضح لکھتے ہیں کہ اس بستی سے گزرنے والا شخص کون تھا؟ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کا نام لیے بغیر یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ واقعہ کی تشریح کرنے والوں کے بیانات باہم مختلف ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ گزرنے والا شخص کافر تھا جو موت کے بعد زندگی ملنے کا منکر تھا (معاف کرنا: پرانے زمانے کا کوئی پتھری، مماتی ہو گا۔۔۔۔ از ناقل) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال موت دے کر پھر زندہ کیا تاکہ پتہ چلے کہ موت کے بعد بھی حیات ملتی ہے۔ کچھ اور لوگوں کا بیان ہے کہ اس بستی سے گزرنے والا شخص فقط ایک مسلمان تھا یعنی نبی نہ تھا۔ مزید کچھ اور لوگوں کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عام شخص تھا اور کچھ کا خیال ہے کہ بنی اسرائیل کا عالم تھا وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: جب اس واقعہ میں گزرنے والے شخص کے متعلق اتنا زیادہ اختلاف ہے تو صرف حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے کر عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا انکار کرنا بیوقوفی ہے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 27

نبی ﷺ کی دنیاوالی زندگی مانتے ہو یا برزخ والی؟

جواب

وفات کے بعد جو زندگی ملتی ہے اس کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً حیات اُخروی، حیات قبری، حیات برزخی وغیرہ، کیونکہ قبر کی زندگی بھی برزخ کا حصہ ہے۔ جن بزرگون نے دنیاوالی حیات کی بات لکھی ہے تو اسکا مطلب صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ کا دنیاوالا جسم مبارک اپنی قبر میں زندہ ہے۔ آپ ﷺ کا کوئی نیا اور مزید جسم نہیں۔ جس طرح کچھ ناواقف لوگ صرف جسم مثالی کو زندہ مان کر آپ ﷺ کی قبر مبارک والی حیات کا انکار کر دیتے ہیں تو انکو جواب دینے کے لیے دنیاوی حیات کا لفظ بول دیا جاتا ہے۔ جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ دنیاوالا جسم زندہ ہے ورنہ آپ ﷺ کی قبر مبارک برزخ کا حصہ ہے اور اس قبر میں آپ ﷺ برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

نوٹ: مماتی عام طور پر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا بڑا نام لیتے ہیں لیکن زمینی قبر کو سیدہ اماں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا برزخ کا حصہ بتاتی ہیں۔

(تفسیر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ص: 383-382 سورۃ المومنون آیت: 100، ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

مگر کبھی بھی مماتی اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کو نہیں مانیں گے کیونکہ مماتیوں کے نزدیک یہاں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات غلط ہے اور زمینی قبر برزخ کا حصہ نہیں ہے۔ معاذاللہ

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 28

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام ایک بستی سے گزرے تو وہاں پر 100 سال تک فوت ہو گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اُٹھا کر پوچھا کہ کتنا عرصہ سوئے؟ تو عرض کیا کہ ایک یا آدھا دن۔ اگر نبی علیہ السلام قبر میں زندہ رہتے تو انہیں ضرور پتہ چلتا کہ 100 سال گزر گئے ہیں۔

جواب

یہ واقعہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 259 میں موجود ہے مگر کہیں بھی یہ بات لکھی ہوئی نہیں کہ اس بستی سے گزرنے والے یہ شخص حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں حضرت عزیر علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام فرامین میں گزرنے گزرنے والے شخص کا نام موجود نہیں بلکہ قرآن پاک نے اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ کا لفظ فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے ایک شخص گزرا یعنی اللہ تعالیٰ نے نام ذکر نہیں فرمایا۔ جب قرآن و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں اس بارے میں خاموش ہیں تو مماتی کس دلیل سے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لیتے ہیں؟

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 26

قرآن پاک میں ہے: قَالُوا رَبَّنَآ أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی، اور دو مرتبہ زندگی دی۔ اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا (ہمارے دوزخ سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ (سورۃ مؤمن، آیت: 11)

اب تم علماء دیوبند سے ہمارا سوال ہے کہ جب کلیہ دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں ایک دنیا والی زندگی اور ایک قیامت والی زندگی، ایک دنیا والی موت اور ایک پیدا ہونے سے پہلے والی موت۔ اگر قبر کی زندگی کو مانیں تو پھر تین زندگیاں بن جاتی ہیں اور یہ قرآن کے خلاف ہے۔

جواب

قبر کی زندگی ماننا قرآن کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ قبر کی زندگی خود قرآن پاک سے ثابت ہے۔ جس طرح ماں کے پیٹ والی زندگی تیسری زندگی نہیں بلکہ دنیا کی زندگی کی ابتداء ہے اسی طرح قبر کی زندگی بھی آخرت کی زندگی کی ابتداء ہے کہ نہ ماں کے پیٹ کی زندگی قرآن پاک کے مخالف ہے اور نہ قبر کی زندگی قرآن پاک کے مخالف ہے۔ قبر والی زندگی کوئی آخرت کی زندگی سے الگ نہیں ہے کہ تیسری زندگی بن جائے۔

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر 30

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس واقعہ کی نسبت حضرت عزیر علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں۔ان کے بارے میں آپ کا کیا جواب ہے؟

جواب

جی ہاں! ان اصحاب کرام نے اس بات کو اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا بیان نہیں بتلایا بلکہ بطور اسرائیلی روایت ذکر کیا ہے اور اسرائیلی روایت کے بارے میں اُصول ہے کہ جب شریعت محمدی کے خلاف ہو تو ہرگز اس پر اعتماد نہیں کا جائے۔ (علوم قرآن، ص:346، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

نوٹ: جن صحابہ کرام نے یہ اسرائیلی روایت بیان کی ہے وہ سب عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے، مثلاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے تو ان کا واقعہ حصہ آیات قرآنی، آیت:3 کے زمرے میں گزر چکا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی قبر کی زندگی کے قائل ہیں۔ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس اسرائیلی روایت کو بنیاد بنا کر حیات النبی ﷺ جیسے عشق و محبت والے عقیدہ سے منہ پھیر گئے تھے (نعوذ باللہ)۔

مزید وضاحت: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں اس بستی سے گزرنے والے شخص کا نام حضرت عزیر علیہ السلام بتایا گیا ہے۔ہمارے مطابق یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔حضرت علی کی ذات اس جھوٹ سے بَری ہے۔بعد میں آنے والے اہل باطل نے یہ روایت خود سے گھڑی ہے کیونکہ اس روایت میں بہت سی غلط باتیں موجود ہیں، مثلاً: سو سال کے عرصہ میں حضرت عزیر علیہ السلام کا جسم فنا ہو گیا تھا، آنکھیں ختم ہو گئیں تھیں، ہڈیاں چور چور ہو کر راکھ ہو گئی تھیں۔تو اللہ نے انکا جسم دوبارہ بنایا۔یہ تمام الفاظ اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہیں۔کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب تفریع ابواب الجمعہ، ج:1، ص: 150، ط: ایچ ایم سعید کراچی، سنن نسائی، ج:1، ص: 154، کتاب الصلاۃ، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن ابن ماجہ، ص:118، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

اعتراضات حصہ قرآنی

اعتراض نمبر31

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس بستی سے گزرنے والے حضرت عزیر علیہ السلام تھے تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟

جواب

دلیل کی دنیا میں حضرت عزیر علیہ السلام کو یہاں سے گزرنے والا ثابت کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو مماتیوں کیلئے بہت بڑی مصیبت کھڑی ہو جائے گی جس کا جواب مماتی ملت کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث پاک میں موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا وَمَا اَدْرِیْ اَعُزَیْزٌ نَبِیٌّ هُوَ اَمْ لَا (ترجمہ) کہ مجھے نہیں معلوم کے عزیر علیہ السلام نبی تھے یا نہیں؟

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ ،باب :التخییر بین الانبیاء، ج:2،ص:286،ط:ایچ ایم سعید کراچی)

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نیک بندے ضرور ہیں مگر نبی نہیں ہیں۔ جب حضرت عزیر علیہ السلام نبی ہی نہیں تو پھر سو سال تک پتہ نہ چلنے سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔